انسانی نفسیات: قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک مطالعہ
Human Psychology: A Study in the Light of Quran and Hadith

ShaziaGul
Doctoral Candidate Islamic Studies, Federal Urdu University, Karachi.
Ahmed Hasan
Doctoral Candidate Islamic Studies, Federal Urdu University, Karachi.
Dr. Muhammad Hasan Imam
Chairman, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University,
Abdul Haq Campus Karachi

Abstract

Psychology is the scientific study of mind and behavior. Psychology involves the study of conscious and unconscious phenomena, including feelings and thoughts. It is an academic field of immense breadth, crossing the boundaries between the natural and social sciences. Psychologists seek to understand the emergent properties of the brain, linking the discipline to neuroscience. As social scientists, psychologists aim to understand the behavior of individuals and groups. The first letter of the Greek word psyche, from which the term psychology is derived, is commonly associated with science. The foundation of Islam is based on Quran and Sunnah. Be it Quranic teachings or the fragrant flowers of Seerat Tayyaba. These are the best remedies for character building, caste formation and society formation. Good manners, mercy, justice, economics, political science, psychology and medicine, because the teachings of the Prophet ﷺ have blessings in every aspect of life. Of course, it is not possible to save people from all their problems and diseases, to heal the body and soul without the death of the Messenger of Allah. Physical health and energy, mental purity and gentleness, spiritual

maturity and purity, reformation of intentions and intentions and greatness and elevation of character are the essential fruits of Aswa Hasna which have been needed in every age and will always be. Therefore, the statement is divine: لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنه "Verily, it is better for you to follow the Messenger of Allah)." Human psychology knows its origin and reality better than Allah Almighty, who created man, but psychology is actually the name of that entity which is with everything, whether it is a human being or an animal. Allah Almighty says in the Holy Qur'an about the nature of man. That Allah, the Highest, after creating the universe, has made man the best of all creations, and he will be able to find every pleasure in this world and the hereafter according to his own self. In fact, there are many types of self and there are also many periods, for example, the thinking of a child in childhood will be different from the period of his boyhood and the thinking of his youth will be very different from that of his old age. The main reason for choosing this topic is the psychological disease that mankind is suffering till today.

Keywords: Human Psychology, Quran, Hadith, Light

تمہید

انسان کی نفسیات اسکی اصلیت اور حقیقت کو اللہ تعالی کی ذات بہتر جانتی ہے جس نے انسان کی تخلیق کی مگر نفسیات در حقیقت اس ذات کا نام ہے جو کہ ہر شے کے ساتھ ہے چاہے وہ انسان ہو یا حیوان۔ انسان کی ذات کے بارے میں اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ کہ اللہ رب العزت نے کائنات کی تخلیق فرمانے کے بعد تمام مخلوقات میں سے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے اور اپنے نفس کے مطابق ہی دنیا و آخرت میں ہر لذت کو پا سکے گا۔ در حقیقت نفس کے بہت سارے اقسام ہیں اور بہت سے ادوار بھی ہیں مثلا بچپن میں بچے کی سوچ اسکے لڑکپن کے دور سے الگ اور اسکی جوانی سے پھر اسکے بڑھاپے کی سوچ میں بہت فرق ہو گا۔

علم نفسیات کا تعارف

علم نفسیات کی تعریف ایک ایسے علم کے طور پر کی گئی ہے جو تعلیم، طرق تعلیم کی پہچان کراتا ہے، جس میں اساتذہ طلاب کی ذہنی اور نفسیاتی آگاہی کے لیے ان کو تعلیم دیتے ہیں اسی طرح علم نفسیات انسان کے ادراک، علم اور معرفت کے درمیان آنے والے مسائل سے نمٹنے کا حل دیتا ہے۔ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ تعلیم کا تصور مجرد سیکھنے سے مختلف ہے کیونکہ سیکھنے والے کا

طرز عمل اور اس کا رجحان ہی بتاتا ہے کہ اس نے کیا سیکھا ہے؟ جبکہ علم نفسیات میں ہم دیکھتے ہیں کہ زیادہ فوکس سائنسی سوچ ، ادراک اور ذہن کے اندر ذہنی حرکت ہوتی ہے اگر ہم ان دونوں کے درمیان مشترکات کی بنیاد پر جمع کرتے ہوئے کہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ علم نفسیات وہ علم ہے جو انسان کے ادراک، اس کے مسائل سے نمٹنے کے طرز عمل، لسانی صلاحیتیں، اسی طرح انسان کے انفرادی رد عمل، انسان کا معاشرے میں جذباتی توازن کی بات کرتا ہے یہ وہ تمام چیزیں ہیں جن کے ذریعے ایک پیچیدہ مجموعی نتیجہ ہی انسان کی نفسیات کا عکاس ہوتا ہے۔

علم نفسیات کے شعبے

جب ہم علم نفس کے شعبوں کی بات کرتے ہیں تو اس کے بہت سے شعبے ہیں۔ علم نفسیات ان کے مجموعے سے ہی معرض وجود میں آئی ہے جیسے علم انتظامی نفسیات، قیادت کی نفسیات اور سیاسی نفسیات۔ اصل میں علم نفسیات ہماری مدد کرتا ہے کہ ہم معاشرے کی قیادت اور نمائندگی کرنے والے لوگوں کی نفسیات کو سمجھ سکیں۔ یہ انسانی ترقی کے لیے بہت ضروری ہے اور اسی کے ذریعے ہی انسان کے تکامل کا سفر جاری رہتا ہے۔ انسان کو بھٹکنے سے بچانے اور اس کو اعتدال میں رکھنے کے لیے علم نفسیات جنائی کو متعارف کرایا گیا ہے۔ ہر شخص جو کچھ سیکھتا ہے اور زندگی میں جس کا علم اسے حاصل ہوتا ہے اور وہ ماحول جس میں وہ پروان چڑھا ہوتا ہے اسی پر اس کی فکر بنتی ہے اور اس کے نتائج کے مطابق ہی وہ زندگی بسر کرتا ہے۔ اس لیے علم نفسیات کو سیکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ اس کی تعلیم کے ذریعے انسان فکر کے بارے میں جانتا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ علم انسان میں یہ قابلیت پیدا کرتا ہے کہ انسان فکر کی اقسام کو جان سکے اور اسے اس بات پر بھی قدرت حاصل ہو جائے کہ انسانوں کے درمیان اذہان اور استعداد کے لحاظ سے بہت فرق پایا جاتا ہے جو ان کے نظریات کو جاننے اور پرکھنے کی صلاحیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس سے ان کے سیکھنے کی صلاحیت میں آنے والا فرق ان کے اقدامات پر اثر انداز ہوتا ہے ان کے تخیل، مشکلات کو حل کرنے کی ان کی صلاحیت کو متاثر کرتا ہے۔ اسی سے تصورات اور تصدیقات سے بڑھ کر کسی بھی مفہوم کے معنی کا ادراک حاصل کرنے کی خصوصیات کا پتہ چلتا ہے ان صلاحیتوں اور خصوصیات کا پتہ چلانے کے لیے بہت سی تخصصی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

علم نفسیات کی بنیادیں

ا۔ حواس کی پختگی

جب انسان کے حواس پختہ ہو جاتے ہیں تو انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ حواس کے ذریعے سمجھے جانے والے امور کو سوچ سکے۔ اس کے ذریعے وہ ان تعلیمی بنیادوں کو بھی سیکھ سکتا ہے، اس کے ذریعے اہم تجربات کر سکتا ہے مثلاً وہ چل سکتا ہے اور چلنے کے ذریعے حاصل ہونے والے تجربات کو محسوس کر سکتا ہے۔ اسی طرح وہ ان مہارتوں کو بھی سیکھ سکتا ہے جن کا تعلق محسوس کرنے سے ہوتا ہے جیسے پڑھنا، لکھنا وغیرہ اسی طرح اس کے تعلم کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے جس کے پاس جو حس نہیں ہے اس کے پاس اس حس سے حاصل ہونے والا علم بھی نہیں ہے۔ بعض ایسی تعلیمی مہارتیں ہیں جن کے لیے حس کا ہونا ضروری ہے جیسے دیکھنا بہت سی تعلیمی سرگرمیاں اس حس پر موقوف ہوتی ہیں۔ اس لیے حواس اور تعلم دونوں باہم ملے ہوئے ہیں اور ان دونوں کا علمی تکامل میں اہم کردار ہے۔

۲۔ استعداد

ستعداد اس صلاحیت کو کہتے ہیں جو کسی انسان کی سیکھنے پر قدرت ہوتی ہے اور یہ بھی حواس سے مربوط ہے۔ ہر چیز کے سیکھنے کا ایک وقت ہوتا ہے جیسے انسان اپنی تعلیمی سفر میں پہلے پڑھنا اور لکھنا سیکھتا ہے پھر وہ جملہ بندی اور سیکھنے کے دوسرے مرحلے کی طرف بڑھ جاتا ہے جس میں وہ خبر گیری کرتا ہے، سوچ کر منصوبہ بندی کرتا ہے کہ کس لیے اور کس طرف جانا ہے کا فیصلہ کرتا ہے مشہور مفکر بیاج نے اس رائے کو اختیار کیا ہے اور برونر نے اس کی مخالفت کی ہے اس کی رائے میں استعداد کا تعلق عمر سے نہیں ہے بلکہ یہ عقلی عمل سے سمجھنے کی قوت ہوتی ہے۔ تورندیک کہتا ہے کہ استعداد کا تعلق فرد کے مزاج اور اس کی پرورش کس عصبیت پر ہوئی ہے اس سے ہے۔ سرور اور لذت میں زیادہ سیکھتا ہے اور اس کی سیکھنے کی قدرت کم ہو جاتی ہے جب وہ مایوسی اور عدم اطمینان ہوتا ہے۔

۳۔ تربیت و پریکٹس

تربیت، باخبر ہونا اور مسلسل پریکٹس کرنا وہ اہم ترین عوامل ہیں جو انسان کے سیکھنے کے عمل میں مددگار ہوتے ہیں۔ یہ بات بہت سے تجربات سے ثابت ہو چکی ہے کہ تجربے سے سیکھنے کا عمل بہت تیز ہو جاتا ہے۔ تجربے کے نتیجے میں صرف ایک بات نہیں سیکھی جارہی ہوتی بلکہ تجربے کے نتیجے میں بہت سے نتائج سامنے آگے ہیں اور سیکھنے کے لیے عوامل کی پوری فہرست سامنے آ جاتی ہے۔

۴۔ بتدریج اور مسلسل سیکھنا

انسان کے سیکھنے کا عمل مسلسل اور درجہ بدرجہ جاری رہتا ہے یہ یکبارگی نہیں ہے کہ تمام انسان ان کے حالات اور صلاحیتوں مختلف ہیں اس کے باوجود وہ سب ایک بار میں ہی سب کچھ سیکھ لیں۔ ان کے علاقے مختلف ہوتے ہیں، ان کی نسلیں اور قومیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ہر انسان کا ایک جنین ہونے کا مرحلہ ہے، اس کے بعد وہ پیدا ہو کر ماں کی گود میں اس کے دودھ پینے کا مرحلہ ہے، اس کے بعد بچپنہ آنا ہے اور یونہی بڑھتے بڑھتے بڑھاپے تک پہنچ جاتا ہے۔ سیکھنے کا عمل ہر مرحلے میں مختلف ہوتا ہے۔ بڑھوتری کا عمل اس وقت بہت تیزی سے ہوتا ہے جب جنین کا مرحلہ ہوتا ہے، اس کے بعد رضایت کا مرحلہ آتا ہے اور اس کے بعد بچپنے کا مرحلہ ہے، پھر جوانی کی سرعت آتی ہے اور پھر بتدریج بڑھاپے میں تنزل کی طرف چلا جاتا ہے۔

عقلی تربیت کی قرآنی بنیادیں

ا۔ تفہیم کائنات اور ذہنی وسعت

انسان کے ذہن کی حیرت انگیز وسعت وہ اہم چیز ہے جس کی طرف فلسفہ اسلامی میں بہت توجہ دلائی گئی ہے۔ قرآن کا بھی یہی نظریہ ہے اور قرآن بار بار انسان کی توجہ کائنات کی وسعتوں کی طرف دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ زمین آسمان اور ان میں پائی جانے والی مخلوقات پر غور و فکر کریں۔ اس غور فکر میں آپ کائنات کے نظام کو محض اتفاقی نہیں پائیں گے اور کوئی تبدیلی بھی بغیر وجہ کے نہیں ہوگی بلکہ ہر چیز اس کائنات کے خالق یعنی اللہ کی طرف رہنمائی کرے گا۔ کوئی چیز ثابت نہیں ہے ہر چیز تبدیلی کی زد میں ہے یہی تبدیلی انسان کو فرحت دیتی ہے اور تسخیر کی دعوت دیتی ہے کہ انسان غور و فکر کرے اور قرآن کے اس نظریہ تک پہنچ جائے جو وہ کائنات کے بارے میں دیتا ہے۔ قرآن انسان کو وسعت فکر کی دعوت دیتا ہے اور وہ شخص جس کی بصارت کم ہے اور کائنات کی وسعتوں پر غور و فکر نہیں کرتا ایسے غور و فکر کو نہ کرنے والے شخص کو قرآن حیوانیت کے مرحلے پر رکا قرار دیتا ہے۔ ایسے شخص نے کائنات کی وسعتوں پر غور نہ کر کے اپنی قوتوں کا استعمال نہیں کیا قرآن ایسے لوگوں کے بارے میں کہتا

ہے: إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لاَ يَعْقِلُونَ۔[1] اللہ کے نزدیک تمام حیوانوں میں بدترین یقیناً وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ وہ شخص جو اس کائنات کے بارے میں غور وفکر کر کے کوئی رائے نہیں رکھتا اور یہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آیا ہے؟ اور اسے کہاں جانا ہے؟ یہ اس لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے نتیجے میں اپنی زندگی کا لائحہ عمل تیار کرے گا جس پر وہ زندگی بھر عمل کرے گا۔ علامہ یزدی فرماتے ہیں: انسان کی قیمت قرآن کی رو سے اس کے تصور کائنات پر مبنی ہے یعنی انسان اپنی قوت مدرکہ کے مطابق سوچتا ہے اور اسی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ انسان اپنی تفہیم کے مطابق جو نظریہ تشکیل دیتا ہے اس کے مطابق آزادی سے عمل کرتا ہے اور اسی سے ہی وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔[2]

۲۔ انسان حیرت انگیز مخلوق

قرآن انسان کو ایسی مخلوق کے طور پر دیکھتا ہے جس کے کئی پہلو ہیں جیسے روح، نفس اور جسد ارشاد باری تعالی ہوتا ہے: إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن طِينٍ.فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ .[3] جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا: میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں۔ پس جب میں اسے درست بنالوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تو اس کے لیے سجدے میں گر پڑنا۔ انسان وہ مخلوق ہے جو اپنی خلقت کے اسرار کو جاننے کی صلاحیت رکھتی ہے، اسی طرح یہ تعلیم حاصل کرنے پر قادر ہے، یہ عقل اور حواس کے ذریعے معرفت حاصل کرتا ہے اور انسان عقل و حواس کے ذریعے کمال تک پہنچ جاتا ہے۔ ذکاوت وہ اہم ترین صفت ہے جو انسان کو باقی تمام مخلوقات پر برتری دیتی ہے۔ انسان نے اپنی ذکاوت سے علوم میں بہت زیادہ ترقی کرلی ہے یہ ترقی اور یہ کمال انسان نے اپنی فکر کی قوت سے حاصل کی ہے انسان اپنی ثقافت کو فکر کی بنیادوں پر بناتا ہے۔ قرآن انسان کو اس کی سب سے اہم مہارت جو عقل کی مہارت ہے اس کے استعمال پر وادار کرتا ہے اور اس کی صفت زکاوت کے ذریعے اسے عروج تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالی قرآن میں انسان کی فکر و ذکا کی قوت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلاَئِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَـؤُلاَءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ[4] اور (اللہ نے) آدم کو تمام نام سکھا دیے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا پھر فرمایا: اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔

۳۔ اخلاقی اقدار کا حصول

قدیم اور معاصر علوم تربیت اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ اخلاقی اقدار کے حصول کا مقصد اور اس کو زندگی میں ایک اہم اور قیمتی قدر کے طور پر اختیار کرنا انسان کی ذہنی پختگی اور نفاست کی علامت ہے۔ انسان کی اخلاقی اقدار کو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں انتہائی اہم مقام حاصل ہے اور قرآن اس کی تاکید کرتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اسلام میں بنیادی اہمیت حاصل ہے یہ اخلاقی اقدار کی اہمیت کی وجہ سے ہے ارشاد باری تعالی ہوتا ہے: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنْ الْمُنكَرِوَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْراً لَهُم مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمْ الْفَاسِقُونَ۔[5] تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کیے گئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو خود ان کے لیے بہتر تھا۔ اگرچہ ان میں سے کچھ لوگ ایمان والے ہیں لیکن ان کی اکثریت فاسق ہے۔ علامہ طباطبائی فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے اللہ کی طرف دعوت دینا مومن کے اہم امور میں سے ہے اور یہ رب کا راستہ ہے۔ مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی رب کی

طرف بصیرت کے ساتھ بلائے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے یہ اللہ تعالی کی طرف سے مسلمانوں پر فرض ہے۔[6] انسان کی انفرادی اور اجتماعی تربیت کے لیے اس پر اہم ذمہ داریاں ہیں۔امر بالمعروف کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان ،عقلی، اخلاقی اور اجتماعی پر کامل ہو سکے۔

۴۔مربوط عقلی نظام

قرآنی اصول دیگر تمام اصولوں سے اس لیے ممتاز ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں ان اصولوں میں عقیدہ توحید بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور یہ اصول معصوم ہستیوں کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں پروردگار ارشاد فرماتا ہے:وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيداً عَلَيْهِمْ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيداً عَلَى هَؤُلاَءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ۔[7]اور (انہیں اس دن سے آگاہ کیجیے) جس روز ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ خود انہیں میں سے اٹھائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لے آئیں گے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب ہر چیز کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے والی اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت بنا کر نازل کی ہے۔معصوم ہستی کے وجود کا تقاضا انسانی عقل اور نقل دونوں کرتی ہیں۔اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک منظم نظام جو تکامل پذیر ہو اس کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے جس میں نظریات کو بیان کر دیا گیا ہو اور وہ پرودگار کی طرف سے معین ہو۔

۵۔عقل و وحی کا تکامل

انسان کو عقل جیسی عظیم نعمت دی گئی ہے مگر عقل جیسی طاقتور نعمت انسان کو وحی سے بے نیاز نہیں کرتی۔حقیقت یہ ہے کہ وحی انسان کے نظریہ عقل کی تکمیل کا باعث ہے علامہ طباطبائی کا نظریہ یہ ہے کہ وہ عقل جو انسان کو حقیقت کی طرف لے جاتی ہے اور وہ عقل ہے جو انسان کو حکم دیتی ہے وہ عقل عملی ہے جس کے ذریعے عقل خیر وشر کا حکم دیتی ہے اور عقل نظری نہیں جو اشیاء کے حقائق کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔عقل عملی اپنے مقدمات کو انسان کے اندر موجود قوتوں سے حاصل کرتی ہے۔[8] یہ وہ قوتیں ہیں جو ہر انسان میں شروع سے ہی پائی جاتی ہیں جیسے شہوت اور غصہ کی قوت اور قوت عقل میں ان کو تقویت ملتی ہے۔

۶۔توحید عقلی تربیت کی اہم بنیاد

توحید کا اصول قرآن کریم کے نقطہ نظر سے وجودیت کی بنیاد ہے، عقل کی تربیت اور معرفت کے لیے اہم ترین بنیاد اللہ تعالی کی توحید پر ایمان رکھنا ہے خدا جو جلالی اور جمالی صفات رکھتا ہے۔ اور آیات مبارکہ اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ جو لوگ اس حقیقت کی معرفت کے درجے تک پہنچ گئے تھے ان کے درجات میں اضافہ ہوا وہ ایسے صرف اس لیے کر سکے کہ انہوں نے تخلیق اسماء وصفات پر غور کیا اور توحید کے نظام میں پروردگار کے احکام کے مطابق چلے۔یہ لوگ دوسروں کے ساتھ توحید پر مناظرہ میں مہارت رکھتے تھے کہ اللہ تعالی وجود رکھتا ہے توحید کا عقیدہ وہ عقیدہ ہے جو ایک مشترکہ میراث ہے اس کے ذریعے ہی باہمی تنازعات کو حل کیا جا سکتا ہے اور فکری مسائل سے نکلنے کی راہ نکالی جا سکتی ہے۔ارشاد باری تعالی ہوتا ہے:قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔[9] کہدیجئے:اے اہل کتاب!اس کلمے کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بنائیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں، پس اگر نہ مانیں تو ان سے کہدیجئے: گواہ رہو ہم تو مسلم

ہیں۔صاحب میزان کی تفسیر کے مطابق یہ آیت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ ہر ایک انسان کی ایک ہی سچائی ہے اور مطلق حاکمیت خدا کی ایک خصوصیت ہے۔ وہ لوگ جو توحید پرستی اور خدا کی خصوصی ربوبیت پر بھروسہ کرتے ہیں وہ الٰہی حاکمیت کے تصور کو قبول کرتے ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں جو انبیاء ان کے ذہنوں کے لیے لائے تھے۔اس بنیاد پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کا نظریہ اقدار یہ ہے کہ عقلی کی سیاسی و عملی تربیت نظریہ توحید پر ہوتی ہے پورے کا پورا نظام تربیت ہی نصوص اور مصادر سے ترتیب پاتا ہے۔ہم یہ دیکھتے ہیں انسانی تعلیم و تربیت کے اصول و ضوابط قرآنی اصول و تربیت کے ساتھ متفق ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے بارے میں جو کچھ قرآن کہتا ہے وہ انسانوں نے مختلف اوقات میں سمجھا ہے۔یہ انسان کی بہترین تفہیم ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے کی جاتی ہے اور یہ تمام زمانوں اور پہلوؤں کو شامل ہے۔حضور اقدس ﷺ کو (اللہ علیم و خبیر نے ہر اس علم سے نوازا ہے جس سے دنیا و آخرت میں انسان اور انسانیت کی فلاح و اصلاح وابستہ ہے۔ اس لئے آپ کو) انسانی ذہن، اس کی فزیالوجی اور بگڑ جانے پر پتھالوجی پر کامل دسترس تھی۔ آپ ﷺ نے آئندہ کے لئے عملی نفسیات کو سمجھنے کا موقع فراہم کر دیا جو آنے والی نسلوں کے لئے ہمیشہ مشعل راہ ہے۔رسول پاک ﷺ کی سیرت طیبہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ نے ذہنی خلجان پیدا کرنے والی تمام جبلتوں پر پوری توجہ دی ہے اور علاج کے وہ رہنما اصول بیان فرمائے ہیں جن کو عملی نفسیات کے ماہرین نے اپنا کر غلبہ اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر لیا ہے۔چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک شخص نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا غیبت کیا ہے؟ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ تو کسی کے بارے میں کسی چیز کا اس کی عدم موجودگی میں ذکر ایسے انداز میں کرے کہ اگر اس شخص کے سامنے کیا جائے تو اسے برا لگے۔ سائل نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ اگر حقیقت ہو تو! پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو نے باطل کہا وہ بہتان ہو جائے گا۔[10] (امام مالک) یعنی بہتان اور غیبت دونوں خرابیوں سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی کیونکہ اس سے منفی سوچ پیدا ہوتی ہے اور انسانی شخصیت متاثر ہوتی ہے۔ جسے علم نفسیات کی رو سے بگاڑ کہتے ہیں۔اللہ رب العزت نے انسان کو جو منفرد صلاحیتیں دے رکھی ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم ماضی و مستقبل میں جھانک کر دیکھ سکتے ہیں اور تصورات کے ہوائی قلعے تعمیر کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک چیز جو آج ہمارے پاس نہیں ہے ہم اپنی سوچ کو مستقبل میں لے جا کر خود کو اُس کا مالک سمجھتے ہوئے اور اُسے استعمال میں لاتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔یا کوئی ایسی خوبی جو آج ہمارے اندر موجود نہیں ہے تو ہم تصورات میں اپنے آپ کو اُس خوبی سے متصف دیکھتے ہوئے اُس کے مطابق خود کو عمل کرتے ہوئے محسوس کر سکتے ہیں گو کہ یہ عمل بظاہر ایک مضحکہ خیز کام دکھائی دیتا ہے لیکن قانونِ کشش کو زبردست طریقے سے حرکت میں لانے اور ہمیں ہماری مطلوبہ چیز یا حالت کا مالک بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح ایک ہی جگہ رہنے والے لوگوں میں ہر فرد کے سوچنے سمجھنے اور بیان کرنے کا انداز الگ الگ ہو گا۔دوسرے الفاظ میں نفس بمعنی روح کے ہیں۔

نفسیات ایک کثیر جہتی ڈسپلن ہے اور سائنس کے طور پر رویے اور تجربے کی نوعیت کا مطالعہ کرتی ہے۔ سائنس کے طور پر، نفسیات فطرت کا مطالعہ کرنے اور پرورش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ہمارے علمی عمل؛ جذباتی رویے؛ نارمل رویہ اور غیر معمولی رویہ؛ جانوروں کے رویے؛ سماجی اور اجتماعی رویے؛ ارتقائی طرز عمل؛ رویے کی حیاتیاتی بنیادیں؛ ترقیاتی عمل؛ تنظیمی رویے؛ صحت کے رویے اور بیماریاں؛ اور ہم اپنے رویے کو کیسے تبدیل یا تبدیل کر سکتے ہیں۔یہ تحقیق اور سائنسی طریقہ کار کے استعمال کے ذریعے نفسیاتی تحقیقات کی چیزیں ہیں، جن میں مشاہدہ، تجربہ، وجہ اور اثر، موازنہ، عمومی اور ڈیٹا کا مضبوط تجزیہ شامل

ہے۔ نفسیات کے بنیادی اہداف انسانی رویوں اور ذہنی عمل کو بیان کرنا، بیان کرنا، پیشین گوئی کرنا اور تبدیل کرنا ہیں۔ روح کی سائنس کا مطلب ہے، یعنی "سائیکی" کا مطلب ہے "سانس، روح، روح" اور "لوگیا" کا مطلب ہے "مطالعہ" یا "تحقیق"۔ نفسیات ایک نیا سائنسی شعبہ ہے، حالانکہ اس کی ابتداقدیم یونان، 400-500 سال قبل مسیح میں کی جاسکتی ہے، اور اس پر زور ایک فلسفیانہ تھا۔ سقراط، افلاطون اور ارسطوسمیت فلسفیوں کی فکری گفتگو انسانی روح کی فطرت، اصل اور تقدیر پر مرکوز ہے، آزاد مرضی بمقابلہ عزم، فطرت بمقابلہ پرورش، کشش، یاد اور شعور وغیرہ۔ فطرت اور ماحول کا سوال۔ عوامل پر گرما گرم بحث ہوئی، مثال کے طور پر، افلاطون نے دلیل دی کہ علم کی کچھ قسمیں پیدائشی یا پیدائشی ہیں، جبکہ ارسطو کا خیال تھا کہ ہر بچہ ایک "خالی سلیٹ" کے طور پر پیدا ہوتا ہے (لاطینی میں، tabula rasa) اور یہ علم بنیادی طور پر سیکھنے اور تجربے کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ "ٹیبولا رسا" رجحان ایک ایسے اسکول کا بیج تھا جسے بعد میں رویے پرستی یا نفسیات کے طرز عمل کے اسکول کے نام سے جانا جاتا ہے۔ علم نفسیات ایک ایسا وسیع موضوع ہے جو اپنی مختلف شاخیں رکھتا ہے۔ علم نفسیات کے تحت آنے والے چند ضمنی موضوعات حسب ذیل ہیں:

1۔ مطبی اور مشاورتی علم نفسیات (Clinical And Counselling Psychology)

2۔ ترقیاتی علم نفسیات (Developmental Psychology)

3۔ تنظیمی / ادارہ جاتی علم نفسیات (Organizational Psychology)

4۔ سماجی علم نفسیات (Social Psychology)

5۔ صحت اور مثبت علم نفسیات (Health And Positive Psychology)

نفسیات کا اسلام میں تصور

دین اسلام کی بنیاد قرآن وسنت پر مبنی ہے۔ قرآنی تعلیمات ہوں یا سیرت طیبہ کے مہکتے پھول۔ یہ تعمیر سیرت، تشکیل ذات اور تشکیل معاشرہ کا بہترین علاج ہیں۔ حسن سلوک، صلہ رحمی، عدل وانصاف، معاشیات، سیاسیات، نفسیات اور طب غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں تعلیمات رسول ﷺ ہمہ پہلو خیر وبرکت کی حامل ہیں۔ یقینا انسانوں کو ان کے تمام مسائل وجملہ امراض سے نجات، جسم اور روح کی شفا بخشی اسوۂ رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں۔ جسمانی صحت و توانائی، ذہنی طہارت و لطافت، روحانی بالیدگی وپاکیزی، ارادوں اور نیتوں کی اصلاح اور کردار کی عظمت وبلندی اسوۂ حسنہ کے لازمی ثمرات ہیں جن کی ہر زمانہ میں ضرورت رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنہ[11] تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں نہایت ہی حسین نمونہِ (حیات) ہے۔ آج افراط و تفریط کے دور میں نفسیاتی امراض بڑھ رہے ہیں اور پورا معاشرہ ان کی لپیٹ میں ہے۔ ایسے نازک حالات میں صرف دین اسلام ہی وہ حیات بخش نظریہ ہے جو انسانیت کے ہر قسم کے مسائل ومشکلات کا شافیو کافی حل پیش کرتا ہے اور روحانی انقلاب کے ذریعے فلاح انسانیت (بالخصوص ذہنی بیماریوں) کی مکمل ضمانت دیتا ہے۔ علماء ملت نے ہر دور میں اس ضمن میں رہنمائی فرمائی ہے اور دور آخر، بیسویں صدی ہجری میں عبقری وقت امام احمد رضا محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کے علمی ورثہ میں زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کے لئے واضح اصول ملتے ہیں، ان میں نفسیاتی مسائل بھی شامل ہیں۔ بحیثیت ماہر تعلیم بچوں کی نفسیات سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک فکر انگیز تحریر ملاحظہ ہو جو تعمیر سیرت میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ

رضویہ جلد دہم میں فرماتے ہیں "پڑھانے لکھانے میں رفق و نرمی رکھے۔ موقع پر چشم نمائی تنبیہ تحدید کرے مگر ہر گز کوسنا نہ دے کہ اس وقت کا کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہو گا بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے، مارے تو منہ پر نہ مارے، اکثر اوقات تحدید و تخویف پر قانع رہے، کوڑا قمچی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔ زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کے لئے بھی دے کہ طبیعت نشاط پر باقی رہے۔ مگر زنہار زنہار! بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بدتر ہے" "ہر گز ہر گز بہار دانش، مینا بازار، مثنوی غنیمت وغیرہ کتب عشقیہ و غزلیات فسقیہ دیکھنے نہ دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے" اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی قدرتِ کاملہ کا شاہکار بناتے ہوئے اُسے بے شمار ظاہری و باطنی صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا۔ اُسے ایک سوچنے والا دماغ اور دھڑکتا ہوا دل عطا فرمایا۔ اُسے غور و فکر کرنے کی منفرد صلاحیت عطا فرمائی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا کر حصولِ علم کے لامحدود دروازے کھول دیئے۔ فرشتوں کے مقابلے میں حضرت آدم علیہ السلام کی برتری کی بنیاد بھی علم کو ہی قرار دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا یہ علمی ورثہ اگلی نسلوں کو منتقل ہوتا رہا اور ہر زمانے میں غور و فکر کے ذریعے اس ذخیرے میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ صدیوں پہلے انسان نے اللہ رب العزت کی دی ہوئی فطری صلاحیتوں کو استعمال میں لاتے ہوئے کائنات کے حقائق پر غور و فکر کرنا شروع کیا۔ کائنات کی تخلیق، اس کے مختلف مظاہر اور خود انسانی وجود کے حوالے سے بے شمار سوالات تھے جو انسان کو غور و فکر کی دعوت دے رہے تھے۔ انسان نے ان پر غور کرنا شروع کیا اور سوچ بچار کے نتیجے میں نئے نئے علوم و فنون معرض وجود میں آتے گئے۔ پچھلی نسلوں کے تجربات و مشاہدات اگلی نسلوں کو منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ ہر آنے والے دن میں علم کے نئے نئے زاویے آشکار ہوتے چلے گئے۔ ان تمام انسانی کوششوں اور کاوشوں کے نتیجے میں جو علم معرضِ وجود میں آیا اُسے سائنس کا نام دے دیا گیا۔ یوں تو تمام علوم کا مذہب و دین کے ساتھ کسی نہ کسی طرح کا تعلق ہے لیکن علمِ نفسیات کا تعلق مذہب / دین کے ساتھ بطورِ خاص اس طرح ہے کہ مذہب / دین کی تعلیمات کا مرکز و محور بھی انسان ہے کہ انسان کس طرح اپنی شخصیت کو بہتر بنا کر ترقی و عروج کی طرف جا سکتا ہے۔ دوسری طرف علم نفسیات کا موضوع بھی انسان ہی ہے کہ اُس کی سیرت و کردار اور رویہ جات کے اندر کس طرح بہتری لائی جا سکتی ہے۔ لیکن دونوں میں نمایاں فرق یہ ہے کہ ایک طرف دانشِ رحمانی ہے جو ہر قسم کی غلطی و سہو سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی زندگی کے محدود مفادات سے آگے بڑھ کر اخروی سعادت و فلاح کو بھی اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ جب کہ دوسری طرف دانشِ انسانی ہے جس کے اندر غلطی و سہو کا امکان بھی پوری طرح موجود ہے اور جس کا مطمع نظر عموماً دنیوی زندگی کو بہتر انداز میں گزارنے تک محدود رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كلمة الحكمة ضالة المومن اخذ من حيث وجد[12] "حکمت کی بات مومن کی گمشدہ میراث ہوتی ہے۔ جہاں سے بھی اُسے ملتی ہے وہ لے لیتا ہے۔" لیکن اس میں ایک شرط رکھی گئی ہے کہ خذ ما صفا ودع ما كدر[13] "جو صاف ہے وہ لے لو اور جو گدلا ہے اُسے چھوڑ دو"

صاف اور گدلے کو پرکھنے کا پیمانہ پھر مذہب کو ہی قرار دیا جائے گا جو چیز قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پوری اترے گی اُسے قبول کر لیا جائے گا۔ اور جو چیز کسی بھی درجے میں متضاد ہو گی اُسے رد کر دیا جائے گا اگرچہ بظاہر دیکھنے میں کتنی ہی خوبصورت دکھائی دے۔ عربی زبان میں کہا جاتا ہے: كلام الملوك ملك الكلام[14] "بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے" اور بقول حضرت واصف علی واصف: "پیغمبر کی بات، باتوں کی پیغمبر ہوتی ہے" لہٰذا اسلام اور ایمان اس چیز کا نام ہے کہ قرآن اور صاحبِ قرآن کی بارگاہ میں آکر اپنی عقل و فکر کے چراغوں کو بجھا دیا جائے اور یہاں سے ملنے والی ہر چیز کو آنکھیں بند کر کے من و عن

تسلیم کرلیا جائے۔ اس لئے کہ لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلاَّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔[15] "نہ کوئی تر چیز ہے اور نہ کوئی خشک چیز مگر روشن کتاب میں (سب کچھ لکھ دیا گیا ہے)"۔ نیز فرمایا: مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَيْئٍ۔[16] "ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جسے صراحتہً یا اشارۃً بیان نہ کر دیا ہو)"۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباس کا قول ہے کہ لو ضاع لی عقال بعیر لوجدته فی كتاب الله[17] "اگر میرے اونٹ کی نکیل بھی گم ہو جاتی تو میں اُسے بھی قرآن میں تلاش کرلیتا" اسی طرح حضور ﷺ کو جو اُسوہ حسنہ اور سیرتِ مبارکہ دی گئی وہ بھی ہر لحاظ سے کامل اور جامع ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا گیا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔[18] "فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں نہایت ہی حسین نمونہِ (حیات) ہے۔" لہٰذا اب قیامت تک کے لیے جو شخص بھی ہدایت وراہنمائی کا طلب گار ہو اُسے قرآن وسنت کی دہلیز پر آنا پڑے گا۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا: قد تركت فيكم امرين ان تمسكتم بهما لن تضلوا ابدا وهی كتاب الله وسنتی[19] "بے شک میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک ان دونوں کو تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اور یہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہیں۔" تاہم جب انسانی فکر ہزارہا سال تک ٹھوکریں کھانے کے بعد کسی ایسے نتیجے پر پہنچتی ہے جو نبوت کی بارگاہ سے صدیوں پہلے بیان ہو چکا ہوتا ہے تو ایمان میں مضبوطی کے ساتھ ساتھ ایمان کا لطف بھی دو آتشہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف علم نفسیات پر غور کیا جائے گا تو اس کے پاس خواہش اور آرزو کے پورا نہ ہو سکنے کی بنا پر متبادل کوئی نہیں ہے۔ لہٰذا مایوسی ہی ہے جب کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو متبادل راستے دکھا کر تسلی دے دی کہ اگر مطلوبہ خواہش پوری نہیں بھی ہو رہی ہے تو اطمینان رکھو اُس کا کوئی اور بہتر نعم البدل مل جائے گا اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کے انتظار میں پُر امید رہنے کو اعلیٰ درجے کی عبادت قرار دیا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل العبادة انتظار الفرج.[20] "بہترین عبادت کشادگی کا انتظار کرنا ہے" پھر حالات مرضی کے مطابق بن جائیں تو شکر کے ذریعے استقبال کرنا ہے اور جہاں صورتِ حال مرضی کے خلاف ہو تو وہاں صبر کا دامن تھام لینا ہے اور یہ دونوں حالتیں ہی بندہ مومن کے لیے سراسر خیر ہی خیر ہیں۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

عجبا لامر المومن ان امره كله له خير وليس ذلک لا حد الا للمومن
ان اصابته سرآء شكر فكان خيراً له وان اصابته ضرآء صبر فكان خيراله.[21]

"مومن کا حال عجیب ہے اُس کا ہر معاملہ ہی اُس کے لیے خیر ہے اور یہ چیز سوائے مومن کے اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اگر اُسے کوئی بھلائی پہنچے تو شکر کرتا ہے اور یہ شکر کرنا اُس کے لیے بہتری کا باعث بنتا ہے اور اگر اُسے کوئی برائی پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ صبر کرنا بھی اُس کے لیے بہتری کا ذریعہ بنتا ہے"

آج انسان ترقی کے مدارج طے کرتا چلا جا رہا ہے۔ آسمان کی بلندیاں ہوں یا سمندر کی گہرائی۔ ہر سمت اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑھتے چلا جا رہا ہے۔ لیکن جہاں وہ اس سفر پر پر اعتماد ہے وہاں وہی انسان نفسیاتی اعتبار سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جس سے اس کی اجتماعی زندگی بہت متاثر ہو چکی ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کیوں نہ نفسیات کے حوالے سے اپنے قارئین کو صحت مند معلومات فراہم کرسکوں ۔ نفسیات (Psychology) بنیادی طور پر رویئے (Behavior) اور عقلی زندگی کے سائنسی مطالعے (Scientific Study) کو کہا جاتا ہے۔ نفسیات کو آپ ان الفاظ میں بھی سمجھ سکتے ہیں نفسیات دراصل نفس کے مطالعے کا نام ہے اور اسی لیئے اسکو نفسیات کہا جاتا ہے یعنی نفس کا مطالعہ۔ انگریزی میں اسکو Psychology کہنے کی وجہ بھی

یہی ہے کہ psych تو نفس کو کہتے ہیں اور logy مطالعہ کو اور یہ انکا مرکب لفظ ہے۔ اسلام جہاں فقہی میدان میں، عقائد کے معاملہ میں ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔ کیا علم نفسیات کے متعلق بھی اسلام ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔ دین اسلام کی بنیاد قرآن و سنت پر مبنی ہے۔ قرآنی تعلیمات ہوں یا سیرت طیبہ کے مہکتے پھول۔ یہ تعمیر سیرت تشکیل ذات اور تشکیل معاشرہ کا بہترین علاج ہیں۔ حسن سلوک صلہ رحمی عدل و انصاف معاشیات سیاسیات نفسیات اور طب غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں تعلیمات رسول ہمہ پہلو خیر و برکت کی حامل ہیں۔ یقینا انسانوں کو ان کے تمام مسائل و جملہ امراض سے نجات جسم اور روح کی شفا بخشی اسوۂ رسول کے بغیر ممکن نہیں۔ جسمانی صحت و توانائی ذہنی طہارت و لطافت روحانی بالیدگی و پاکیزی ارادوں اور نیتوں کی اصلاح اور کردار کی عظمت و بلندی اسوۂ حسنہ کے لازمی ثمرات ہیں جن کی ہر زمانہ میں ضرورت رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

خلاصۂ بحث

نفسیات دماغ اور رویے کا سائنسی مطالعہ ہے۔ نفسیات میں شعوری اور لاشعوری مظاہر کا مطالعہ شامل ہے، بشمول احساسات اور خیالات۔ یہ بے پناہ وسعت کا ایک علمی میدان ہے، جو قدرتی اور سماجی علوم کے درمیان حدود کو عبور کرتا ہے۔ ماہر نفسیات دماغ کی ابھرتی ہوئی خصوصیات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، نظم وضبط کو نیورو سائنس سے جوڑتے ہیں۔ سماجی سائنسدانوں کے طور پر، ماہرین نفسیات کا مقصد افراد اور گروہوں کے رویے کو سمجھنا ہے۔ یونانی لفظ سائکی کا پہلا حرف، جس سے نفسیات کی اصطلاح نکلی ہے، عام طور پر سائنس سے وابستہ ہے۔ اسلام کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے۔ قرآنی تعلیمات ہوں یا سیرت طیبہ کے خوشبودار پھول۔ کردار سازی، ذات کی تشکیل اور سماج کی تشکیل کے لیے یہ بہترین علاج ہیں۔ حسن اخلاق، رحمت، عدل، معاشیات، سیاسیات، نفسیات اور طب، کیونکہ تعلیمات نبوی ﷺ زندگی کے ہر شعبے میں برکات رکھتی ہیں۔ البتہ لوگوں کو ان کے تمام مسائل اور بیماریوں سے بچانا، جسم و روح کو شفاء اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بغیر ممکن نہیں۔ جسمانی صحت اور توانائی، ذہنی پاکیزگی اور نرمی، روحانی پختگی اور پاکیزگی، نیتوں اور ارادوں کی اصلاح اور کردار کی عظمت اور بلندی اسوہ حسنہ کے لازمی ثمرات ہیں جن کی ہر دور میں ضرورت رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

References

---

[1] Al-Anfāl 8:22.
[2] Zafar Ahmad ʻUthmānī, *A'lā al-Sunan* (Beirūt: Dār al-Fikr, 1421 AH), 3:34.
[3] Al-Sād 38:71-72.
[4] Al-Baqara 2:31.
[5] Al-Imrān verse 110
[6] ʻUthmānī, *A'lā al-Sunan,* 3:75.
[7] Al- Naḥal 16:89.
[8] ʻUthmānī, *A'lā al-Sunan,* 3:58.
[9] Al-Imrān 3:64.
[10] Muslim Ibn Ḥajjāj al-Qusheyrī, *Al-Saḥīḥ al-Muslim* (Karachi: Qadīmī Kutub Khānah, 1375 AH), 5:47.
[11] Al-Aḥzāb 33:21.
[12] Abū Abdullah al-Qurtubī, *Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qurān* (Beirūt: Muassisah al-Risālah, 1437 AH), 4:38.
[13] Fakhr al-Ḥassan Gangohī, *Al-T'alīq al-Maḥmūd Ḥāshiyah 'alā Sunan Abī Dāwūd* (Multan: Dār al-Ḥadīth), 4:49.

[14] Ibn 'Abdīn, *Rad al-Muḥtār 'Alā al-Dur al-Mukhtār* (Quetta: Maktabah Ḥanafiyah), 3:57.
[15] Al-In'ām 6:59.
[16] Al-In'ām 6:38.
[17] Al-Qurtubī, *Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qurān*, 3:58.
[18] Al-Aḥzāb 33:21.
[19] Al-Qusheyrī, *Al-Saḥīḥ al-Muslim*, 4:77.
[20] Ibn 'Abdīn, *Rad al-Muḥtār 'alā al- Dur al-Mukhtār*, 4:39.
[21] Al-Qurtubī, *Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qurān*, 4:46.